ملال

تخلص ہی شیخ محمد حسین صاحب کا صاحب دیوان
ہین شاعر خوش فکر رنگین طبع شاگرد ہین
مرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی کی مولد و
مسکن انکا اور انکے بزرگون کا ہمیشہ سے
لکھنؤ ہی یہ واسوخت جو مندرج مجموعۂ
ہذا ہے انھین کا طبعزاد اور نتیجۂ فکر
آسمان پیما ہے ارباب ذوق ملاحظہ
فرمائین لطف کلام رنگین اوٹھائین فقط

واسوخت ملال

۱ ہان خبردار کہ دل گرم فغان ہوتا ہے
دیکھ داغ جگر ہی شعلہ فشان ہوتا ہے
ہوتا سوز الم وقت زبان ہوتا ہے
شکوۂ آتش بیداد بیان ہوتا ہی

ضبط کو آج خیالِ ستم ایجادی ہے
نالہ ہٹ پر ہے خموشی مری فریادی ہے

۲ کیا کرین صبر کہ اب صبر کے قابل نہ رہے
جنکو تھا پاس وفا وہ جگر و دل نہ رہے
دو گھڑی سے لطف ملاقات کے حاصل نہ رہے
ہم وہ عاشق نہ رہے تم مہ کامل نہ رہے

ہٹ گیا جی سر گیسوے چلیپا کیسا
ہوش مین آؤ کہ عشق ہی سودا کیسا

۳ انتہا بھی ہوس مشق فغان کی ظالم
حد بھی کوئی ستم ہوش ربا کی ظالم
ہاے کیا شرط وفا تونے ادا کی ظالم
مجبا خاموش ہوا ناز کا شاکی ظالم

ضبط مین بھی اثر آہ و فغان آ ہی گیا
بات کے ساتھ گلا تا بہ زبان آ ہی گیا

اٹھتے سے سن مین غم عشق بہلایا نہ گیا
ایسے خود رفتہ ہوے آپ مین آیا نہ گیا
خود چھپے وہ تو دلِ شوق چھپایا نہ گیا
اس قدر بگڑے کہ پھر خاک بنایا نہ گیا

بے وفا ہمسے ہوے عمرِ گریزان کی طرح
گھر کیا سینۂ اغیار مین ارمان کی طرح

خیر غم زہر نہین ہی جسے کھا ہی نہ سکین
نقش دیوار نہین ہین کہ مین جا ہی نہ سکین
صدمہ کچھ ناز نہین ہی کہ اوٹھا ہی نہ سکین
دل کوئی عیب نہین ہی جو لگا ہی نہ سکین

ڈھونڈھ لیتے ہین کوئی شوخ ادا اور نیا
جسکا انداز نیا عشوہ نیا طور نیا

دیکھ لو خواب مین گر اوسکی ادا کا عالم
نظر آنے لگے حسرت سے قضا کا عالم
بھول جاؤ روشِ موجِ صبا کا عالم
داغ دے روز مرے بخت سیا کا عالم

رشک سے کشمکشِ حسرتِ بیجا مین رہو
عمر بھر آپ سے ملنے کی تمنّا مین رہو

خندہ زن ہمسے رہے آٹھ پہر گل کیطرح
ہر گھڑی ہار گلے کا رہے کاکل کیطرح
باتون مین تمکو اوڑا یا کرے بلبل کیطرح
پیچ کھایا کرو تم دیکھ کے سنبل کیطرح

بگڑو بن بن کے سدا زلف پریشان ہوکر
ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر سینہ اگریبان ہوکر

مہِ جبین مطلعِ خورشید قیامت اوسکی
شکل آئینہ بنا دے تمھین حیرت اوسکی
داغ دے ماہِ جہانتاب کو حسرت اوسکی
سر اوٹھانے نہ دے زانوئے ندامت اوسکی

تیغ ہر دم ستم جنبشِ ابرو سے چلے
دل کے سینے مین ہم آپکے پہلو سے چلے

خون رلوائے خلش ناوک مژگان کیا کیا
رشک عشوہ ہو شریکِ غم پنہان کیا کیا
دل دکھائے ستم ناز کا رسامان کیا کیا
ہر ادا تمکو کرے دل مین پشیمان کیا کیا

نظر آجاے جو عالم کبھی اوس بتی کا
زہے خواب مین بھی حوصلہ خود بینی کا

شوخی چشم فسون خیز رلائے تمکو
نظر دیدۂ عاشق سے گرائے تمکو
خاک مین اشک کے مانند ملائے تمکو
جو نہ دیکھا ہو ان آنکھون نے دکھائے تمکو

پانی پانی ہو ندامت سے پسینا آئے
اپنی صورت پہ تمھین آپ ہی رونا آئے

گرمی حسن دل افروز جلائے ہردم
پاس بیٹھے مرے اور تمکو اوٹھائے ہردم
گفتگو بلبل تصویر بنائے ہردم
سامنے غیر کے ہنس ہنس کے رلائے ہردم

داغ دے عارض پرنور سے بیٹھے بیٹھے
صفت شمع جلو دور سے بیٹھے بیٹھے

لب ہون یاقوت دہن درج گوہر دندان ہو
سیب نے دوس سی ہو سیب زنخدان ہو
ہو زبان رشک دہ موجۂ آب کوثر
سر جھکالے جو پڑے حور کی گردن پہ نظر

حلقہ در گوش زمانے کو در گوش کرے
خانہ بر دوش مری طرح تمھین دوش کرے

بھولے بازو کی نزاکت صفائی اوسکی
دل مین ہر وقت رہی یاد سمائی اوسکی
ہیچ بوی گل تازہ ہو حنائی اوسکی
شعلۂ شمع ہو انگشت حنائی اوسکی

ناخنون سے جو مقابل ہو ذرا عالم مین
ماہ نو ہو ابھی انگشت نما عالم مین

جب چلے ناز سے وہ سرو خرامان تنکے
ولولے ناز کرین تنگی پیراہن کے
برملا کشمکش جوش ہو پستان تنکے
گدگداون مین ارادہ نکو بت پرتن کے

ہنس دے وہ حوصلۂ شوق کی چالاکی پر
کف افسوس ملو تم مری بیباکی پر

ولہ
وہ کمر جسکو عدم اہل بصر کہتے ہین — رشتۂ عمر رگ تار نظر کہتے ہین
موج دود جسکو شمع سحر کہتے ہین — کچھ نہ کچھ سب وہی مانند خبر کہتے ہین

عکس گیسو جو ترے بار سے بل کھانے لگے
آب سے آب نزاکت کو حیا آنے لگے

ولہ
تا فسانۂ آہوی بیابان کہیے — یا سودائے دل کشتۂ ہجران کہیے
یاد سے چشم گل نرگس حیران کہیے — یا کہ چاہ ذقن ماہ جبینان کہیے

چشم عشاق سے پنہان رہے عنقا کی طرح
روز سکھلایا کرے جوش تمنا کی طرح

ولہ
آگے بے پردگی راز نہان ہوتی ہے — گفتگو سے سبب عیش بیان ہوتی ہے
شوخی خاطر بیباک عیان ہوتی ہے — سمجھو کیا بات ہے کیا بات بیان ہوتی ہے

وصل مین سیر دکھاؤ وہ سدا گلشن کی
واہین برگ سمن مین ہو گلی سوسن کی

ولہ
ہر گھڑی تکیۂ زانو رہے زانو اوسکا — میرے پہلو سے نہ سرکے کبھی زانو اوسکا
میرا غمخوار ہو وہ مین رہون دلجو اوسکا — اوسکے قابو مین نہ دیکھون کبھی قابو اوسکا

بے مرے ہاتھ مین جام مے گلفام نہ لے
جان دے جوش تمنا مین مگر نام نہ لے

ولہ
جسگھڑی ہاتھ مین وہ ساق بلورین آئے — اور دل کشمکش شوق کا موقع پائے
دیکھو بگڑی ہوئی تقدیر جو کچھ دکھلائے — ضبط تم لاکھ کرو جان پہ بن جائے

ایک طوفان الم دیدۂ تر سے اوٹھے
ایسی کچھ دل کو لگے شعلہ جگر سے اوٹھے

ولہ
جلوہ فرما دم رفتار ہو گر نقش قدم — دے چمک مہر جہانتاب کی ہر نقش قدم
دیکھے گر صدمۂ تکلیف نظر نقش قدم — داغ پیدا کرے مانند قمر نقش قدم

فرش نظارہ پہ وہ گل جو خرامان ہوجاے
رگ اندیشہ رگ نشتر مژگان ہوجاے

سبحان اللہ کہ تم آپ کو دلبر سمجھو
او جڑی صورت کو مہ و مہر سے بہتر سمجھو

نازنین شوخ ادا فتنۂ محشر سمجھو
پہیکے غمزون کو سداا فتنۂ مکرر سمجھو

تمکو دعوی ہو سخن سازی و گویائی کا
ہمسے اظہار ہوا عجاز مسیحائی کا

کل کی ہے بات کہ یہ ڈہنگ انداز نہ تہا
فتنہ گر آپ نہ تہے عشوہ سخن ساز نہ تہا

یہ کرشمہ یہ ادا یہ ستم ناز نہ تہا
خانمان سوز جگر شعلۂ آواز نہ تہا

اک طرح پر نہ رہے پہلو بسمل کیطرح
دیکھہ کے کچہہ ہو گئے دو دنمین مرغ دل کیطرح

پیشتر گہر سے ہی جلوہ گری کا ہیکو تہی
پردہ کرتے تہو کبھی پردہ دری کا ہیکو تہی

صفت وزن در منتظری کا ہیکو تہی
یون تیبوسی بہری بارہ دری کا ہیکو تہی

کون پامال تہا رفتار قدم سے پہلے
کون وارفتۂ رفتار تہا ہمسے پہلے

بات کرتا بہی نہ آتا تہا اجی تم ہو ہی
چہیڑ کر پہرون رولاتا تہا اجی تم ہو ہی

ایک بہی منہ نہ لگاتا تہا اجی تم ہو ہی
جب بگڑتے تہے بناتا تہا اجی تم ہو ہی

آج کو تم مین زمانے کی طرحداری ہو
اپنے نزدیک وہی مردم بازاری ہو

دیکہتے عشق مین کسیکو نہین حیرت ہوتی
ذکر کرتا جو کوئی چاہ کا نفرت ہوتی

رہی سنکے پریشان طبیعت ہوتی
قصۂ عشق جنون خیز سے وحشت ہوتی

ابتو دنرات یہی ذکر ہین افسانے ہین
لاکھون مفتون ادا سیکڑون دیوانے ہین

ہائے کیا جانے اعدا نے سکھایا کیا کیا
میری قسمت کا لکھا تمکو پڑھایا کیا کیا
دل جلانیکو شرارت سے لگایا کیا کیا
گرم فقرہ دلسے تمھین دینا بنایا کیا کیا

لائے ایمان ہوا دخل در اندازون کا
کلمہ پڑھنے لگے تفرقہ پردازون کا

نکلے ارمان دلی خیر تمہارا ہی سہی
غم نہین مد نظر ہمسے کنارا ہی سہی
تلخی ترک ملاقات گوارا ہی سہی
آپ کے در پہ رقیبونکا اجارہ ہی سہی

وقت کیطرح سے جو جاتے ہین آتے نہین
صفت داغ جگر شکل دکھاتے نہین

زہر دیں سر ذوق ستم بھی اچھو
زہر لگتی ہے ہر اک بات جو قسم بھی اچھو
داغ دیتا ہے جفا کرکے کرم بھی اچھو
کیا کرین ہم کہ نہین آپ ہین ہم بھی اچھو

شام سے چوک مین ہر روز گذر کرتے ہین
ماہرویون مین شب وصل بسر کرتے ہین

چین حاصل ہے نصیبونسے دل و جان کو لیے
عیش ہے غمزدہ حسرت و حرمان کیلیے
عید ہے سینہ کو آغوش پر ارمان کے لیے
شرط باہم ہے وفاداری و احسان کیلیے

روز ہے وصل میسوبت شیدائی کا
اب وہ دھڑکا نہین باقی شب تنہائی کا

سرخرو ہم ہین تمنا سے تمنا ہم سے
شوق ہی کہتے ہین ہم شوق ہے گویا ہم سے
ہجر سے ہم ہین خفا ہجر کشیدا ہمسے
منہ چراتا ہے خیال شب یلدا ہمسے

جی ترستا ہے فریب غم پنہان کے لیے
آنکھین کڑہتی ہین سدا خواب پریشان کے لیے

روز و شب شام و سحر رہتی ہین باہم قسمین
تازہ ہوتی ہین سدا عہد وفا کی رسمین
آتا جاتا ہی کہین قہر و ستم آپس مین
اونکے ہین بس مین جو ہم وہ ہین ہمارے بس مین

ربط پیدا ہی محبت مین دل و جان کی طرح
وہ ہین پہلو مین تو ہم ساتھ ہین ارمان کیطرح

یائی فرصت دل بیتاب کو بہلانے سے
قطع امید ہوئی غصہ و غم کھانے سے

شرم آتی ہی تمنا مین کہین جانے سے
توبہ کی ناصح غمخوار نے سمجھانے سے

اسقدر روز تمنا سے حیا کرتی ہے
شب غم جیسے مرے گھر سے رہا کرتی ہی

یاد بھی اب نہین وہ داغ جگر پر کھانا
نا امیدی کو لیے ساتھ وہ پھر کر آنا

شوق سے آپکے کوچے مین ہر دم جانا
چپکے چپکے گلہ بخت زبان پر لانا

شام کو حسرت بیجا مین سحر کر دینا
صبح کو شام کے وعدے پہ بسر کر دینا

سکتے ہین عشق مین کیون درد رہا کرتی ہی
کیا مصیبت ہی جو چیخ زند رہا کرتا ہی

کس لیے لب پہ دم سرد رہا کرتا ہے
کیون نفس ہم نفس گرد رہا کرتا ہی

شعلہ اوٹھتا ہے کسی وقت دھوان اوٹھتا ہی
کچھ نہ کچھ دل سے دم آہ و فغان اوٹھتا ہی

سچ کہو وعدہ و اقرار کسے کہتے ہین
حسرت دولت دیدار کسے کہتے ہین

انتظار بت عیار کسے کہتے ہین
شکوۂ بخت گنہگار کسے کہتے ہین

کیون مسیحا شب بیمار سے گھبراتے ہین
کیا بلا ہے ملک الموت جو ڈر جاتے ہین

شام غم کس لیے رکھتی ہی سحر سے نفرت
کیا سبب ہے جو ہوا کرتی ہی گھر سے نفرت

صبر کو ہوتی ہی کیون تنگی جگر سے نفرت
کیون بشر ہجر مین کرتا ہی بشر سے نفرت

خویش و بیگانہ خبر کو نہین آتا کوئے
حرف تسکین کبھی لب پر نہین لاتا کوئی

چھوٹ کر تجھ سے یہ امید کہاں تھی ہمکو
جانتے تھے کہ محبت نہیں ایسی ہمکو
گاوش بخت زبون جینے بھی دیگی ہمکو
جیتے جی یاد نہ آئیگی کسیکی ہمکو

پر حسینوں میں خداوند نے وہ بات رکھی
منفعل تم بھی ہوا ایسے سے ملاقات رکھی

شکر صد شکر کہ خالق نے دکھائے یہ دن
کیا دیا تھا کبھی ایسا کہ جو پائے یہ دن
خوبی بخت رسا سے نظر آئے یہ دن
آپ کو عذر جفا کے لیے لائے یہ دن

کچھ نہ کچھ آئی حیا صحبت اغیار سے آج
سرنگوں سامنے بیٹھے ہو گنہگار سے آج

کیوں جو کہتے تھے وہی آنکھ نے دیکھا آخر
رک رہا بڑھکے جوانی کا ارادا آخر
بنگیا خاک میں جوش دل شیدا آخر
منفعل خوب ہوئی شرم تمنا آخر

ہائے کیا عہد وفا تھا جو نباہا نہ گیا
خاک چاہا تھا جو دو روز بھی چاہا نہ گیا

کیسے بگڑی ہوئی ہم بات بنائیں اب کیا
دل ہی یہ بیٹھ گیا ناز اوٹھائیں اب کیا
آپ ہی جاؤ رہے آپ میں آئیں اب کیا
چھپ چلے آپ تو پھر شکل دکھائیں اب کیا

ملتے گر ملنے سے تجھ اے مہ کامل ملتا
آنکھ کیا تجسے ملائیں کہ نہیں دل ملتا

ہمنے مانا کہ ندامت سے پشیمان ہو تم
گھٹکے غیرت سے ہلال سر تاباں ہو تم
شرم سے صورت تصویر ہو حیران ہو تم
لائق رحم ہو تم قابل احسان ہو تم

ہم ہیں پابند وفا ترک وفا کیونکر ہو
ہائے پیمان شکنی ہمسے بھلا کیونکر ہو

اب تلاش اور کوئی عاشق جانباز کرو
وہ کہے تجھسے تم اپنا اوسے ہمراز کرو
دم محبت کا بھرو ہمدم و دمساز کرو
صاف شمشیر ادا خنجر انداز کرو

عمر بھر ساتھ رہے داغ سویدا ہو کر
مر گئے پامال ہو وہ نقش کف پا ہو کر

تختہ مشق ستم روز بناؤ ہمکو
پاس غیروں کا کرو دور بٹھاؤ ہمکو

نازبیجا نگہ قہر دکھاؤ ہمکو
آتش حسرت پیہم سے جلاؤ ہمکو

مثل پروانہ جلے منہ سے کبھی اف نہ کرے
بے پروبال قسمت پہ تاسف نہ کرے

جاؤ درگاہ تو ہمراہ سواری میں رہے
کبھی خدمت میں رہو وہ کبھی یاری میں رہے

انتظام روش بادبہاری میں رہے
عمر بھر کشمکش عزت وخواری میں رہے

کیسے یاروں میں تمہیں شوخ طرحدار دیا
اک نہ اک روز لگا لائے خنجر بدار دیا

ہمتو ہرگز نہیں ناحق تمہیں الفت ہے وہی
گو کہ عاشق ہیں مگر دل کی نزاکت ہے وہی

ہم سے بیجا ہوس شرط مروت ہے وہی
بی نیازی ہے وہی شیوہ نخوت ہے وہی

نام سے باد صبا کے خفقان ہوتا ہے
خندہ گل دل نازک پہ گران ہوتا ہے

تنگی دل نے رکھا دلمیں یہاں کیا باقی
ہاں مگر شوق فنا کا ہے تقاضا باقی

شکوہ غم ہے نہ ہے شکر تمنا باقی
صفت آبلہ ہے پھوٹ کے رونا باقی

تمکو کیا دل میں جگہ دیں کہ جگہ دل میں نہیں
آج گنجایش لیلے یہاں محمل میں نہیں

اپنے قابو میں نہیں کوئی ارادا اپنا
یہی کرتا ہے اشارے دل شیدا اپنا

اور کے ہاتھ ہے ہر نقش تمنا اپنا
اسنے کہدو کہ بس اب لیجیے رستا اپنا

اپنے گھر جائیے کیا کام ہے گر حور بھی ہو
کیوں یہ بک بک سی لگائی ہے چلو دور بھی ہو

کہیں ایسا نہو وہ شوخ ستمگر آجاے — کافر کرم ادا فتنۂ محشر آجاے
بدگمانی کے سبب کر ادب پر آجاے — طرف رسم شرارت بت خودسر آجاے
بے محابا سخن تلخ سنا دیوے تم کو
بیٹھکر سامنے محفل سے اوٹھا دیوے تمکو

واسطہ جب نہ رہا مہر و محبت کیسی — دوستی ترک ہوئی چشم مروت کیسی
جو کیا خوب کیا ہمسے ندامت کیسی — اگلی باتوں کی بھلا آج شکایت کیسی
جاؤ ڈھونڈھو کہیں اپنا سا دلارام نیا
خودغرض ہو کوئی پیدا کرو خودکام نیا

ای ملال اب سر تقریر پریشاں کبتک — یہ خیالات جنوں خیزی سامان کبتک
شکوۂ کثرت بیمہری جاناں کبتک — شعلہ افشانی داغ تپ پنہاں کبتک
سنکے حال شب غم دل کو قلق ہوتا ہے
شل خامہ جگر اندوہ سے شق ہوتا ہے

تمام ہوا